

ایک اہم غلط فہمی کا ازالہ

جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کا فتویٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

انٹرنیٹ پر ایک خطبہ بہت مقبول ہے جس کی نسبت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی طرف کی جاتی ہے۔ یہ خطبہ بڑی سریلی آواز میں پڑھا گیا ہے اور سننے والوں کو بہت لطف دیتا ہے۔ چونکہ یہ خطبہ عربی زبان میں ہے اس لیے عموماً سننے والے اس کے مفہوم سے آگاہ نہیں ہوتے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ یہ خطبہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کا نہیں بلکہ بدنام زمانہ گستاخ احمد سعید چتر وڑی کا ہے۔ اس ظالم نے اس خطبہ میں اہل السنۃ والجماعت کے عقائد کے برخلاف ایسے جملے کہے ہیں جو سراسر گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں۔

تکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھسن حفظہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر احناف میڈیا سروس اس خطبہ کے بارے میں معروف اور مستند ادارے جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کا فتویٰ آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہلسنۃ والجماعت کے عقائد پر کار بند رہنے کی توفیق عطا فرمائیں اور ہر قسم کے فتنوں سے ہماری حفاظت فرمائیں۔

وَلَدًا فِي "الْعَجْمِ الْوَسِيطِ" ص ۱۵ ط: دار الدعوة (ترکیا)

برکت کے متعلق علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ مفردات القرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ کسی شئی میں "برکت" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر اور سعادت رکھی گئی ہے اور تبرک اسی خیر کے طلب کرنے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی استقبال کردہ اشیاء سے تبرک حاصل کرنا ثابت ہے۔
۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تربہ پانی کا برتن منگوایا، اس میں اپنے ہاتھ مبارک اور چہرہ مبارک دھویا اور اس برتن میں کئی فرمائی پھر اس وقت موجود دو صحابہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا اس کو پی لو اور اپنے چہرے اور گون پر بہاؤ۔

صحیح بخاری میں یہ حدیث مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ موجود ہے:

حَدَّثَنَا آدم قَالَ سَأَلْتُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَجْعِفَةٍ لِقَوْلِهِ خَرَجَ إِلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَجْعَةِ فَأَخْبَ لَوْضُهُ فَنَوَضًا فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُونَ مِنْ فَضْلٍ وَضُوئِهِ فَنَتَبَسُّونَ بِهِ فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ وَقَالَ أَلْعَمُوْنِي دُعَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَدْحٍ فِيهِ مَاءٌ فَغَسَلَ بِيَدِهِ وَوَضَعَهُ فِيهِ وَبَسَّ فِيهِ ثُمَّ قَالَ لِيَا امْرَأَتِي مَنَّةٌ وَأَخْرَجَ عَلَيَّ وَجْهَهَا وَنَحَرَ كَمَا -

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء باب استقبال رسول اللہ ص ۱۶۲ طبع عاصیہ)

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرمایا کرتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے بگھنے والے پانی کو حاصل کرنے کے اس قدر شائق تھے کہ دیکھنے والے سمجھتے کہ آپس میں جنگ و قتال تک لوبت پہنچ چکے ہیں۔
صحیح بخاری میں ہے:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ لِيَقُوبَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ سَأَلَنِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ

(جہاد)



وہو الذي بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم في وجهه وهو غلام -
 من بينهم وقال عروة بن السور وغيره يصدق كل واحد منهما
 صاحبه - واذنا أوصيا النبي صلى الله عليه وسلم كادوا يقتلون
 على وضوئه - (صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب استحقاق فضل الوضوء، ۹۴ ط: طبعانیہ)
 ۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی عبادت کے لئے تشرف فرماتے تھے اور
 وہاں وضو فرما کر وضو سے بچا ہوا پانی حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر بہا یا جس سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ
 کو ہوش آگیا۔
 صحیح البخاری میں ہے:

عن محمد بن المنكر سمعت جابراً رضي الله عنه يقول جاد رسول
 الله صلى الله عليه وسلم يعودني وأنا مريض لا أحصل نقوضاً
 وصبت على من وضوئه فعقلت فقلت يا رسول الله: لمن
 الحديث انما يرثني كلاله فنزلت آية العزاق -
 (صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب صب النبي صلى الله عليه وسلم وضوئه
 على المريض عليه ۹۴ ط: طبعانیہ)

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمین پر گرنے سے پہلے
 اپنے ہاتھوں میں لے لیا کرتے اور اپنے چہروں اور جسموں پر ملتے تھے۔
 صحیح البخاری میں ہے:-



وقال عروة بن السور ومروان خريج رسول الله صلى الله عليه
 وسلم زمن الجديبية فذكر الحديث وما تنخم النبي صلى الله عليه و
 سلم تخامة إلا أوقعت في كف رجل منهم فذلك بها وجهه و
 جلده - (صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب النزاق والخاط، ۱۰۰ ط: طبعانیہ)

۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے منہ میں برکت ہی کے لئے لعاب دہن مرحمت فرمایا کرتے
 اور نو تولد بچوں کی تحنیک کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھجور چوا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
 (جھاڑ گئے)

اپنے بچوں کو کھلے تھے۔
صحیح البخاری میں ہے:

حدثنا هشام بن عروة عن أبيه عن أسماء بنت أبي بكر أنها
حملت لعبد الله بن الزبير بكهنة قالت فخرجت وأنا متم ما أتيت
المدينة فنزلت قباء فولدت بقاء ثم أتيت بم رسول الله صلى
الله عليه وسلم فوضعت في حجره ثم دعا بتمرة فمضطاً ثم
فعل في فيه فكتاب أوّل شيء دخل جوفه ريق رسول الله
صلى الله عليه وسلم ثم حنكه بتمرة ثم دعا له وركب عليه -
(صحیح البخاری کتاب الحقیقة، باب سعة الولد وولادة الولد من الرحم منه)
وتمسک، ۸۲۲/۲، ط: المجلد کتب

۱۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پچھنے لگو رہے تھے، جب آپ
صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو پچھنے سے نکلے والد خون دے کر
فرمایا اس خون کو لے جا کر ایسی جگہ بہا دو جہاں کسی کی نظر نہ پڑے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے
بجائے اس خون کو بہانے کے، نوس فرمایا۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ لوٹے تو حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے دریافت فرمایا کہ اس خون کا کیا ہوا؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا کہ
میں نے اس کو ایسی پوشیدہ جگہ بہا دیا ہے کہ میرے خیال میں وہ لوگوں کی نظروں سے بالکل پوشیدہ
ہو چکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارٹے عاشق کو سمجھ چکے تھے، ارشاد فرمایا ارٹا تو اس
خون کو پی چکا ہے؟ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ، جی ہاں اھنور پی چکا
ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے خون میں میرا خون مل جائے اس کو دوزخ کی آگ
نہیں چھو سکتی، لوگوں کی رائے یہ تھی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جسمانی قوت اور فطرت اسی
خون کی وجہ سے تھی۔



(بخاری)

الحضائض الکبریٰ للسیوطیؒ میں ہے :

أخرج البزار وأبو يعلى، والطبرانی، والحاكم، والبيهقي عن عبد الله بن الزبير رضي الله عنهما أنه أتى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يحجم فلما فرغ قال : يا عبد الله ! اذهب بهذا الدم فأهرقه حيث لا يزال أحدٌ فشرية ، فلما رج قال يا عبد الله ما صنعت ؟ قال : جعلته في أخفى مكان علمت أنه مخفى عن الناس ! قال : لعنك شربة ! قلت : نعم قال : ويل للناس منك وويل لك من الناس ! فكلوا يرون أن القوة التي به من ذلك الدم -

(الحضائض الکبریٰ للسیوطیؒ ، باب الذی فی دبرہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۷ ط، مکتبہ حقانیہ پاکستان)

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سوئے مبارک یا قاعدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تقسیم فرماتے تھے اور سرور ابن ہشام نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کو حاصل کرنے کے درجہ پہنچے اور اس کو سنبھال کر رکھتے تھے۔ حدیث شریف میں منقول ہے کہ باقاعدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تویم نحر کو حلق کر دیا اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو سوئے مبارک دے کر فرمایا کہ ان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے پیشانی مبارک کی جانب کے بال اپنی ٹوپی میں رکھے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کی برکت سے ہم ہمیشہ فتنہ یا بی حاصل ہوئی۔

جمعیم سلم میں ہے -

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال : لما ربي رسول الله صلى الله عليه وسلم العمرة ومخر نسكة وحلق. ناول العالق شقة الأيمن ثم دعا أبا طلحة الأضمراني رضي الله عنه : فأعطاه إياه ، ثم ناوله الشقة الأيسر فقال : لأحلق فأعطاه أبا طلحة فقال : إني أقتسمه بين الناس -



(جاری ہے)

وقال النوري ذيل فوائد هذه الحديث: ومنها التبرك بشعره

صلّى الله عليه وسلم وجواز اقتنائه للبركة

(صحيح مسلم، كتاب النواكس، باب بيان أن السنة يوم النحر أن يرى

ثم ينحر ثم يحلق والبركة... إلخ ١٢/٤ ط مكتبة بصرى)

الحفائض الكبرى ص ٥٦

عن عبد الحميد بن جعفر عن أبيه أن خالد بن الوليد فقد فلسوه

لأبيهم اليرموك، فطلبوا حتى وجدوها، وقال اعتمر رسول الله

صلّى الله عليه وسلم فعلق رأسه فابتدر الناس جوانب شعره

فسبقتم إلى ناصيته فجعلوا في هذه الفلسوة، فلم أشهد

فتالاً وهي محي إلا رزقت النصر.

(الحفائض الكبرى، باب الآثار في شعره الشريف صلى الله عليه وسلم

ص ١١٧ ط، صفائية)

٨ — سهل بن سعد رضي الله عنه عن رواية يرويها رسول الله صلى الله عليه وسلم في خدمته أقدس

میں باہنی پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باہنی میں سے کچھ تھکے ٹوٹ کر فرمایا۔ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب ایک نو عمر صحابی تھے (ریحانی) حضرت عمر بن خطاب رضی

اللہ عنہما تھے) جب کہ بائیں جانب بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو عمر

صحابی رضی اللہ عنہ سے جوچہ پوچھا کہ اگر تو اجازت دے تو میں مجا بواہنی ان بزرگوں کی طرف بڑھا

دون (اس لئے کہ حق دائیں جانب والے شخص کا ہوتا ہے) اس پر حضرت عبد اللہ بن عباس

رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ خدا کی قسم یا رسول اللہ! آپ سے حاصل ہونے والے اپنے حق

پر میں کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہنی کا پیالہ ان کے

ہاتھ میں تھا دیا۔

صحيح البخاري ص ٥٦



عن سهل بن سعد رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم

(جاری ہے)

أتى بشراب فشرب منه وعن يمينه غلام وعن يساره الأشياخ
فقال للغلام أتأذن لي أن أعطى هؤلاء فقال الغلام: والله يا
رسول الله لا أؤثر نصيبى منك أحداً قال فقله رسول الله
صلى الله عليه وسلم في يده -

(صحيح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب هل یستأذن الرجل من

عن یمنه فی الشرب لیعطی ان اکبر ۲/ ۸۶ ط: العریض کتب)

۹۔ اسلام احمد نے حضرت محمد بن زیدؓ کی اپنے والد زید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ
حدیث نقل فرمائی ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم نحر کے دن اس حال میں دیکھا
کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کا گوشت تقسیم فرما رہے تھے۔ لیکن اس جوشت میں سے
حضرت زید رضی اللہ عنہ کو کچھ نہ مل سکا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک منہ دایا اور
موتے مبارک تقسیم فرماتے کا حکم فرمایا پھر ناخن مبارک ترشوائے اور وہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے
ساتھی صحابی کو مرحمت فرمائے۔

زاد العاد میں ہے:

من حدیث محمد بن عبد الله بن زيد، أن أباه حدثه، أنه شرب
النبي صلى الله عليه وسلم عند المنحر، ورجل من قریش وهو
يقسم أصاحي، فلم يصبه شيء ولا صاحبه، فخلق رسول
الله صلى الله عليه وسلم رأسه في ثوبه، فأعطاه، فقسم
منه على رجال، وقلم أظفاره فأعطاه صاحبه قال: فإنه
عندنا محفوظ بالحناء، انكم لعن سحره -

(زاد العاد، من خلق رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم رأسه)

۲/ ۷۶ ط: مؤسسة الرسالة)



۱۰۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک طبالیسی جتہ نکال
اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو زیب تن فرمایا کرتے تھے ہم اس کو دھو کر
(جہاڑی ہے)

مرغفور کی شفا یابی کے لئے استعمال کرواتے تھے۔ صحیح مسلم میں ہے :

عن عبد الله مولى اسماء بنت أبي بكر رضى الله عنها وكان
خال ولد عطا قال أرسلتني اسماء إلى عبد الله بن عمر رضى
الله عنهما فقالت: بلغني أنك تحترم أشياء ثلاثاً العلم في
الشرب وميرة الأرجاء وصوم رجب كله... فخرجت إلى
أسماء فخبرتني فقالت هذه حبة رسول الله صلى الله عليه
وسلم فأخرجتني إلى حبة طرابلس كسروانية لها لبنة ديباج
وفر جديط مكفوفين بالدباج فقالت هذه كانت عند عائشة
رضي الله عنها حتى قبضت فلما قبضت قبضت وكان النبي
صلى الله عليه وسلم يمسح ف نحن نصلح للمرضى ليستشفى
بها۔

وقال النووي في شرح هذا الحديث: وفي هذا الحديث دليل على

استحباب التبرك بآثار الصالحين وشياهم۔

(صحیح مسلم باب تحریم استعمال انوار الذهب والفضة على الرجال والنساء)

۱۹۰/۲، ۱۹۱ ط: قدیمی کتب خانہ

۱۔ انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے چھوٹے بچوں کو یا رگہ اقدیس میں بھیجا کرتے تھے، وہاں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کے برتن میں پانی ہوتا تو بچے اُس پانی کو پیتے اپنے چہرہ اور
جسم پر بہاتے۔ یہ سب بھی برکت کے حصول کے واسطے ہوتا تھا۔
کتب شریف المصطفیٰ میں ہے :-

۱۰۶۷۔ وكان الأنصار يرسلون أولادهم الصغار فيدخلون

على رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا يدفعون عنه، فيأخذوا

وجهاً في المجرى ماءً سزلوا منه واستحوا به وجوههم أجسامهم

يتخوفون بذلك البركة۔ (شرف المصطفیٰ مع مناجات السائل والمعاذ من

أسماء راجح والوسم وترسم وخفہ ۲۸۹/۳ ط: دار البیان)

(حمار شمس)



۱۲۔ حضرت حنظلہ بن حذیم رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت حاصل تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ ان کے سر پر بھریا تھا اور برکت کی دعا کی تھی۔ ان کے پاس کوئی شخص آتا کہ اس کے چہرے پر درم ہوتا یا بکری لائی جاتی جس کے تھن پر درم ہوتا، تو آپ رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ سے چھوئے ہوئے سر کے پھتے کو ساثرہ مقام سے مس کرتے جس کے نتیجے میں اس شخص کا درم اور بکری کے تھن کا درم جتا رہتا۔
سنن احمد بن حنبلہ میں ہے:

۲۵۴۳۔ حدثنا أبو سعيد مولى بني هاشم ثنا ذيل بن عتبة بن حنظلة قال سمعت حنظلة بن حذيم حكي أن جده حنيفة قال لحذيم اجمع لي بنتي ... (فذكر حديثاً طويلاً) قال حنظلة فدنا بي إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال إن لي بنتين ذوى لحى و دون ذلك وإن ذا أصغرهم فادع الله له فمسم رأسه وقال بارك الله فيك أولادك فيه قال ذيل فلقد رأيت حنظلة ليوفى بالإنسان البرام وجهه والبسمة الوارمة الفارع فتقبل على يديه ويقول بسم الله ويضع يده على رأسه ويقول على موضع كفت رسول الله صلى الله عليه وسلم منحة عليه وقال ذيل: فيذهب الورم۔

(سنن احمد بن حنبلہ، حدیث حنظلہ بن حذیم رضی اللہ عنہ رقم الحدیث

۲۵۴۳ ۲۸۰/۱۵ ط: دار الحديث القاهرة ۱۹۹۵ھ)

شرح شفاء میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

(قال اسحق بن ابراهيم الفقيه وعالم نيك) من قديم الايام (من شأن من حج) أي من دين من قصد بيت الله العلام (المور المدينة) أي مدينة الإسلام لزيارته عليه السلام أي اما قبل الحج واما بعد (والعقد) أي أيضاً (إلى الطلوة في



(جاری ہے)

مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) لما ورد فیہ من مزید
 المضاعفة فی تلك الحال الکرام اذ قد ورد ان الصلوة فیہ
 بمائة ألفا (والتبرک برؤية روضتہ) اى خصوصاً (ومنزہ
 وقبرہ ومجلسہ) اى محل جلوسہ ومکان صلواتہ عند الاسطوانات
 وغیرہا (وملامس یدیم ومواطئ قدمیہ) اى فی نحو المنبر
 (والحمود الذى كان یسند الیہ) وفى نسخة یسند فقہ الصحاح
 سندت إلى السی واستندت (الیہ جمعاً) (ویزل خبر اسئل
 بالوحی فیہ) اى فی حال استنادہ (علیہ ومبنی عمرہ)
 اى والتبرک بمن عمر مسجدہ منی ومعنی وقیل
 اى زارة (وقصة) اى ومبنی قصدة (من الصلابة
 وائمة السلف) اى من التابعین واتباعهم من المجتہدین
 والعلماء والصلحیین۔

(شرح الشفاء للفاضل علی القاری ۲/ ۱۵۸ ط: مطبعة عثمانیہ ۱۳۱۲ھ)

”التکشف فی مہمات التقوی“ میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ تین احادیث ذکر فرما کر
 تبرک کے تہاوز پر استدلال فرماتے ہیں۔ تحریر میں غلط کیجئے:

حدیث اول بطلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اپنی قوم کے
 فرستادہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے
 اور ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ
 کو اطلاع دی کہ ہماری سرزمین میں ہمارا ایک عبادت خانہ مندرہا
 عیسائی کا ہے (ہم اس کو مسجد بنانا چاہتے ہیں) اور (اس مقام
 پر تبرک کے لئے چڑھنے کو) ہم نے آپ سے آپ کے بقیہ وضو کا پانی مانگا
 آپ نے پانی تنگایا پھر وضو کیا اور مضیفہ کیا پھر وہ پانی ایک چھوٹے سے
 مشکیزہ میں بھر دیا اور فرمایا جب تم اپنی سرزمین میں پہنچو



(ہماری کتاب)

اس مجید نصاریٰ کو توڑ ڈالنا اور اس حج پر بانی چھڑک دینا
اور اس کو سجدہ بنا لینا۔ ہم نے عرض کیا کہ حج دور ہے
اور گری سخت ہے اور بانی خشک ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ
اس میں اور بانی ملا کر بڑھالینا کہ اس میں بھی برکت ہی
بڑھ جاوے گی روایت کیا اس کو سنائی ہے۔

حدیث دوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حلق آپ کے بال سر کے
اندر رہا تھا اور آپ کے اصحاب نے آپ کو گھر کر رکھا ہوا تھا، پس وہ
آپ کے ایک بال کا بھی کسی شخص کے ہاتھ سے باہر گزرا نہ بچا ہوا تھا
(یعنی ہر بال کسی نہ کسی کے ہاتھ ہی میں آتا تھا)

حدیث سوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت
ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (جب ان
کے گھر تشریف لے جاتے) ایک چمڑہ کا بستر بچا دیا کرتیں اور آپ
(گاہ گاہ) ان کے گھر قیلولہ فرمایا کرتے (یہ آپ کی قرب کی کچھ مرستہ
دار ہیں) جب آپ سو کر اٹھتے تو (اس بستر پر سے) آپ کا
پسینہ اور بال (جو سر وغیرہ کے ٹوٹ جاتا) جمع کر لیتیں اور ایک
سٹیش میں محفوظ رکھتیں پھر اس کی مرکب کھوشبو میں ملا دیتیں
جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم (کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے
ہیں) وفات فرمیں پہنچی تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ ان کے حنوط
میں (جو کہ میت کے بدن اور کفن کو لگاتے ہیں) اس مرکب
خوشبو میں ملا دیا جاوے (جس میں حنوط صلی اللہ علیہ وسلم کا
پسینہ مبارک تھا) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم و نسائی نے۔
ف: رسم تحصیل برکات، ہر مکان دین کی نقیص کی چیزوں کی



(بخاری ۵)

رضیت اور اہتمام اور ان سے برکت حاصل کرنا حلیہ اور صورت میں مقتضائے
احادیث ثلاثہ مشروع اور ثابت ہے۔ (ص ۳۹۳، ص ۳۹۵، ط: کتب خانہ مظہری)
شیخ کے تبرکات کو محفوظ رکھنے کے متعلق ایک اور مقام پر حدیث مبارک سے استدلال
فرماتے ہیں :-

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث حسن میں شتر فروخت کرنے کا
قصہ مذکور ہے مروی ہے کہ جب میں مدینہ طیبہ پہنچا تو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا
کہ ان کو (یعنی جابر رضی اللہ عنہ کو) ایک اوقیہ سونا (قیمت شتر)
دے دو اور (اوپر سے) کچھ زیادہ دے دو پس انہوں نے مجھ کو
ایک قیراط زیادہ دیا میں نے (دل میں) کہا کہ یہ زیادہ جو حضور نے
(علاوہ) دیا ہے، یہ میری جان سے علاوہ نہ ہوگی (یعنی اس کو اہتمام
و حفاظت سے رکھوں گا) پس وہ میری پھیلی میں موجود رہی یہاں تک
کہ اس کو اہتمام نے واقعہ حقرہ میں لٹایا روایت کیا اس کو
سلم نے۔

ف: عادیۃ اسکا تبرکات شیوخ: اکثر اہل محبت کی عادیۃ

ہے کہ اپنے بزرگوں کی چیزیں برکت یا یادگار کے لئے نہایت اہتمام و
زوق و شوق سے رکھتے ہیں اس حدیث میں اس کی اصل
صراحت موجود ہے (الکشف ص ۳۹۵، ط: کتب خانہ مظہری)



_____ مذکورہ بالا تفصیل کے بعد یہ بات واضح ہوئی کہ نہ صرف انبیاء کرام بلکہ اسی کے کرام کے علاوہ
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور دیگر مصلیٰ نے اتنت کی استعمال کردہ اشیاء سے برکت
کے حصول کا نظریہ رکھنا اور برکت حاصل کرنا نہ صرف یہ کہ مشروع ہے بلکہ خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
اتحادین کے عمل سے بھی ثابت ہے۔ اس تفصیل کے بعد استفتاء کے پہلے مسئلہ کے طلب
کی مذکورہ خط کشیدہ عبارت کے متعلق حکم یہ ہے کہ چونکہ اس عبارت (ا) و (ب) تبارک
(جہاں کی ہے)

لغیرہ من قولی الم) میں انبیاء اور اولیاء سے برکت حاصل کرنے والوں کے لئے
 ناکامی، خسارے اور وبال کی تبدیلی کی گئی ہے اور تبرک کے عمل کو خلاف شرع
 بتلایا گیا ہے، جب کہ شرعی نصوص اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے واضح طور پر تبرک
 یا آثار الصالحین کا نہ صرف جواز بلکہ استحباب ثابت ہے۔ لہذا کسی جائز شرعی عمل کو
 ناجائز سمجھنا اور اس کے عاملین کے لئے بدکث و بریاری، خسارہ و نقصان کا
 مستوجب ٹھہرانا یقیناً خلاف شرع اور اہل السنۃ والجماعہ کے عقیدے کے خلاف ہے اور جو
 شخص تبرک یا آثار الصالحین کے عدم جواز کا قائل ہو، تو ایسا شخص فاسق ہے اور شرعاً
 فاسق کی اقتداء میں عمل آزاد کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ مذکورہ تفصیل کے پیش نظر بصورت
 مسئلہ مذکورہ خطیب و امام خطبہ میں مذکورہ خطا کی یہ جہلوں کی ادائیگی کی بناء پر گمراہ
 اور فاسق ہے۔ ان پر ضروری ہے کہ آئندہ اس قسم کا نہ ہی عقیدہ رکھیں اور نہ ہی
 خطبے میں ایسے الفاظ ادا کیے جائیں۔ اگر امام صاحب اس سے باز نہیں آتے تو ایسی
 صورت میں مسجد انتظامیہ کسی دوسرے صحیح العقیدہ مسکن اہل السنۃ والجماعہ کا
 پابند بنیک صالح امام کو منصب امامت پر فائز کر سکتی ہے۔
 فتاویٰ شامی میں ہے:-

(وکیہ امامۃ عبید... ومبتدع) اسی صاحب بدعت بھی

اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بمنوع شہیہ

وکل من کان من قبلنا (لا یکفر بها) حتی الخواص الذین

یستحلون دماءنا وأموالنا وسب الرسول (وفی الرد تحت قولہ

سب الرسول) وفيه أن سب الرسول صلى الله عليه وسلم كفر قطعاً

فالأصول وسب أصحاب الرسول۔ (الدرر الزرقاء ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۱۱ طبع حیدر)

نیز ملحوظ رہے کہ خطبہ کا مقصد تذکیر اور وعظ ہوتا ہے، بعض سماعتوں کو لہذا بخشنے

کی خاطر عربی گرامر کے محروف و مشہور قواعد پس پشت ڈال دیا جائے اور خطبہ کو ہم قافیہ بنانے

کی فکر ملحوظ ہو، یہ بات ہرگز مناسب نہیں۔ منسک خطبہ کی عبارت و الفاظ پر غور کرنے سے واضح

(جہادی س)



ہوا کہ یہ خطبہ صحفی اعتبار سے ہے توڑ اور بے ڈھنگ ہے کوئی رابطہ نہیں اور خطبہ میں لفظی اعتبار سے صرف ظاہری طور پر خوشنما اور سماعت کو محفوظ کرنے کی خاطر جا بجا ہے توڑ مترادفات کا سہارا لیا گیا ہے۔

نیز بیماری معلومات کے مطابق مذکورہ خطبہ جس شخص کی طرف منسوب ہے وہ خود ایک ممتاز علمہ شخص ہے اور جمہور اہل فتاویٰ کے نزدیک وہ شخص گمراہ ہے (ملاحظہ ہوں فتاویٰ حیات مرتب کردہ مولانا عبد السلام صاحب مدظلہم، شائع کردہ جامعہ اشاعت القرآن انگ) ان کی تقلید اور اتباع چاہے صرف خطبہ ہی میں کیوں نہ ہو بہر حال درست نہیں ہے۔
فقط واللہ اعلم

الجواب
محمد داؤد

کتبہ
محمد مدلل بری
المختص فی الفقه الاسلامی
جامعۃ العلوم الاسلامیہ
مولانا محمد یوسف نوری ٹاؤن کراچی۔
۲۴، ۲، ۱۴۳۲ھ / ۲۹، ۱ / ۲۰۱۱



الحمد لوليّه والصلاة على نبيّه، والوزن والعدل والفضل والنظم والعزم
بالجزم، بوحده كبرياءه بسلطانٍ وبإعلانٍ وبإيمانٍ وبيانٍ في الفرقان،
وحده لا شريك له، وحده بوحدة، مُوحّداً بوحدة، موحّداً بوحدة، وحيداً وأحد
بلا مُدَدٍ وُجُدٍ ونُسَبٍ ووَصَفٍ في الكمال، لا شريك له ولا نظير له ولا مثل له
ولا مثال له، ولا وزير له ولا مقارن له ولا مكاظم له ولا مداني له ولا مضارع له، ولا
جَلَدٌ بَلَدٌ وَلَدٌ جَسَدٌ رُسْعٌ عُضْوٌ جُزْءٌ نُضْوٌ عَظَمٌ له، ولا جَذْبٌ وَصَفٌ عَيْبٌ تَابٌ بَيْتٌ
خَصَمٌ له، ولا مقارن ولا مكاظم ولا مداني له، ولا مضارع له ولا منظر له،

ثم نشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، من يشرك في ذاته وصفاته
وعاداته وآياته أو يبتغى بغيره من نبي وولي وتقي ونقي ونسيم وحسين وجميل
وصغير وكبير فعليه الخسران والوبال.

ثم نشهد أن سيدنا وسندنا ونبينا ومولانا، مؤيّدنا مخدومنا منظومنا معصومنا
مقسومنا مقصودنا، أجدر الخلق جديرنا، أعظم الخلق أشرف الخلق وأحسن
الخلق وأجمل الخلق وأكمل الخلق وأنور الخلق، من الحسن والصدارة والولاية
والحكاية والعناية والهداية والأمانة والإمامة، أعلننا وأتقانا وأحدنا وأرفقنا وأنورنا
وأخترنا وأكبرنا، أكبر أنور أجدر أرفق أنور أجمل أكمل له.

ثم نشهد أن حبيب ربنا وصمدنا، محبوب جَدَلْنَا وَنَصَلْنَا وَوَصَلْنَا ووَصَفْنَا
إيماننا، مبين فرقاننا هادي سبيلنا رونق جُدراننا، هو عُذْوَةٌ نُضْوَةٌ قُدْوَةٌ رُتْبَةٌ أُسْوَةٌ
حسنة، وبدلته القاهرة الغالبة الظاهرة الباطنة، صعد إلى سدره المنتهى في ليلة
المعراج كشف الدجاء، ثم دنا، ثم دنا، ثم دنا فتدلى فكان قوب قوسين أو أدنى.